تنقید و تبصرہ

بائبل کیا ہے: مصنف مولانا محمد تقی عثمانی، شائع کردہ مکتبہ دارالعلوم کراچی - ۱۴، صفحات ۹۲، قیمت ایک روپیہ ۸۰ پیسے -

تاریخ اشاعت جولائی ۱۹۷۳

یہ کتاب مذکورہ پتے کے علاوہ مندرجہ ذیل پتوں سے بھی دستیاب ہوسکتی ہے -

۱ - ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی - ۱۴ -

۲ - دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ، کراچی - ۱ -

۳ - ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی، لاہور -

ہمارے ملک میں پچھلے چند سالوں سے دوسرے ادیان و مذاہب کے مطالعۂ کا ذوق کسی نہ کسی قدر بڑھ رہا ہے اور اس موضوع پر ہماری زبان میں متعدد قابل ذکر تصانیف ماضی قریب میں شائع ہوئی ہیں - تقابلی مطالعۂ ادیان پر شائع ہونے والے اس لٹریچر کا اکثر و بیشتر حصہ عیسائیت کے مطالعہ پر مشتمل ہے - اس کی ایک وجہ جہاں عیسائیوں کی ہمارے ملک پر دو سو سال تک حکومت اور ان کی معاشی، ثقافتی اور تعلیمی برتری ہے وہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ملک میں ہماری اپنی زبان میں اگر کسی مذہب کے بارے میں سب سے زیادہ لٹریچر دستیاب ہے تو وہ عیسائیت ہی کے بارے میں ہے - عیسائیت اور اسلام کے تقابلی مطالعہ اور خود عیسائیت کے معروضی مطالعہ کے لئے ہمارے ملک میں بعض مستقل بالذات ادارے بھی کام کر رہے ہیں - ان اداروں کے علاوہ ہمارے ہاں کے متعدد تعلیمی اداروں میں بھی عیسائیت سمیت مختلف مذاہب پر مطالعاتی کام ہو رہا ہے - پاکستان کی تقریباً تمام جامعات میں اسلامیات کے اعلیٰ امتحانات میں تقابل ادیان کا مضمون ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل ہے -

کراچی کے معروف علمی و تعلیمی ادارے دارالعلوم کراچی، نے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی سرپرستی میں جہاں اور بہت سے کام شروع کر رکھے ہیں وہیں یہ ادارہ عیسائیت کے بارہ میں بہت سی معلوماتی کتابیں وقتاً فوقتاً شائع کرتا رہتا ہے۔ چند سال ہوئے اس ادارہ نے عیسائیت کی تردید میں شہرہ آفاق عربی کتاب اظہارالحق (مصنفہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مرحوم) کا اردو ترجمہ عمدہ مقدمہ اور حواشی کے ساتھ تین ضخیم جلدوں میں شائع کیا۔

حال ہی میں دارالعلوم نے ''بائبل کیا ہے'' کے عنوان سے ۹۲ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ شائع کیا ہے۔ یہ کتابچہ اظہارالحق ہی کے پہلے باب کے بعض اقتباسات اور چند نئی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ کتابچہ میں اصل کتاب کے صفحات کا حوالہ کہیں نہیں دیا گیا کہ پڑھنے والے ان اقتباسات کو اصل کتاب میں بھی دیکھ سکتے۔ ان اقتباسات کے علاوہ بعض کئی دوسری اہم باتیں بھی بلاحوالہ درج کر دی گئی ہیں۔ مثلاً لندن ٹائمز سے منسوب یہ مشہور جملہ کہ اگر یہ کتاب (اظہارالحق) دنیا میں پڑھی جاتی رہی تو دنیا میں مذہب عیسوی کی ترقی بند ہو جائے گی بلا حوالہ درج کردیا گیا ہے۔

کتابچہ کے پہلے باب ''بائبل کیا ہے'' میں کتاب مقدس میں مختلف اسفار و کتب کا تعارف کراتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ ان میں سے کون سی کتابیں اور کون سے اسفار کس فرقہ کے نزدیک مسلم الثبوت ہیں اور کس فرقہ کے نزدیک کون کون سے اسفار و کتب ساقط الاعتبار ہیں۔ دوسرے باب ''بائبل اختلافات سے لبریز ہے'' میں کتاب مقدس کے ۲۱ تضادات بطور مثال و نمونہ بیان کئے گئے ہیں۔ تیسرے باب میں (جو مؤلف کی اپنی تحریر پر مشتمل ہے) انجیل برناباس کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اس ضمن میں

فاضل مؤلف نے انجیل برناباس اور مروجہ اناجیل اربعہ کے مابین اختلافات بیان کرتے ہوئے انجیل برناباس کی بعض ایسی عبارتوں کے حوالے دئے گئے ہیں جن میں واضح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ اس کے بعد انجیل برناباس کی تاریخ اور اس کے مؤلف برناباس حواری کے مختصر حالات زندگی پیش کئے گئے ہیں۔ آخر میں مولف نے انجیل برناباس کی اصلیت و اعتبار پر بعض اعتراضات و شبہات کے جوابات دیتے ہوئے دلائل و شواہد کے ساتھ مسیحی مصنفین کے اس خیال کی بھی تردید کردی ہے کہ کتاب یہ اصل میں کسی مسلمان کی تصنیف ہے اور اس نے اس کو برناباس حواری کی طرف منسوب کردیا ہے۔

به خیثیت مجموعی یہ ایک مفید کتابچہ ہے اور ان لوگوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ مفید ہے جو عیسائیت کے بارے میں بہت زیادہ مطالعہ نہیں رکھتے اور وقت کی کمی کی وجہ سے ضخیم کتابوں کے مطالعہ سے قاصر ہیں۔

محمود احمد غازی۔

دیوان ابی بکر الشبلی : عربی حجم ۲۳۰ صفحات، طبع بغداد، — قیمت پندرہ روپے تقریباً۔

جمع، تحقیق و تصحیح : ڈاکٹر کامل مصطفیٰ الشیبی۔

ملنے کا پتہ : مکتبہ المثنیٰ، شارع المتنبی، بغداد۔

حضرت ابوبکر جعفربن یونس المعروف بہ دلف بن جحدر الشبلی الاشتروسنی ہمارے قدیم ترین صوفیائے کرام میں سے ہیں، ان کی ولادت بمقام سامرا میں تقریباً ۲۴۷ء ہجری میں اور وفات بمقام بغداد بتاریخ ۲۸ ذی الحجہ ۳۳۴ء ہجری (مطابق ۳۱ جولائی ۹۴۶ء) ہوئی۔

یہ اصلاً ترک تھے اور سمرقند سے کچھ دور ضلع اشتروسنہ کا ایک

قصبه شبیله ان کا اصلی وطن تھا۔ عباسی خلیفه المعتصم کے زمانه میں ترک نو مسلموں کی ایک خاص فوج بنائی گئی تھی، اور انھیں سامراء میں رکھا گیا تھا۔ ان ھی فوجیوں میں حضرت ابوبکر شبلی کے دادا بھی مسلمان ھو کر شریک ھوگئے تھے۔

حضرت ابو بکر شبلی جب جوان ھوئے اور پڑھ لکھ کر تیار ھوگئے تو انھیں دولت عباسیه کی طرف سے مختلف مناصب پر معمور کیا گیا۔ بعض ایرانی صوبوں کے گورنر بھی رھے، اور آخر میں تو خلیفه کے کبیر الحجاب بھی ھوگئے تھے۔ اس عہدہ پر فائز ھی تھے کہ ان میں شدید انقلاب رونما ھوا اور یه جاہ و منصب کو چھوڑ کر فقیر اور صوفی بن گئے۔ یه سید الطائفه الصوفیه حضرت الجنید البغدادی المتوفی ۲۹۸ھ کے شاگرد رشید اور ان کے مشہور ترین مسترشد تھے۔ اسی حالت زھد و درویشی میں ان کا انتقال ھوا۔ بغداد میں حضرت امام اعظم ابو حنیفه رحمۃاللہ علیه کی قبر مبارک کے قریب ھی ان کا چھوٹا سا سفید روضه واقع ھے۔ اور لوگ عقیدت کے ساتھ اس کی زیارت کرتے ھیں۔ پہلے اس قبرستان کو مقبرۃ خیزرانیه کہتے تھے لیکن زمانۂ مابعد میں حضرت امام‌اعظم کی طرف منسوب کرکے الاعظمیه کہنے لگے اور آج کل صرف قبرستان ھی نہیں بلکه وھاں پر کی ساری آبادی کو الاعظمیه کہتے ھیں۔

حضرت ابو بکر الشبلی شعر بھی کہتے تھے۔ اگر چه ان کے اشعار کم ملتے ھیں، مگر پھر بھی مختلف تاریخوں اور تذکروں میں ان کے کچھ نه کچھ اشعار مل جاتے ھیں۔ ان کا دیوان شاید کبھی مرتب نہیں کیا گیا تھا — فاضل محترم جناب ڈاکٹر کامل مصطفیٰ الشیبی سابق پروفیسر جامعۂ بغداد، اور سابق صدر المجمع العلمی العراقی نے ''تاریخ و ادب اور تصوف کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرکے حضرت ابو بکر الشبلی کا دیوان غالباً تاریخ میں پہلی بار مرتب کردیا۔ اور حواله جات، فہارس اور اشاریه کے ساتھ بعد تصحیح

(باقی صفحه ۲۰۴ پر)